

ڈاکٹر نذیر احمد :

چچ نامے میں منقول فارسی اشعار کے بارے میں ایک گزارش

چچ نامہ جس کا اصل نام ”فتحنامہ“ سند“ ہے اور جو محمد بن قاسم کی فتح سند کی معتبر تاریخ ہے، ایک عربی کتاب کا فارسی ترجمہ ہے، عربی کتاب کا نہ اصل نام یقینی طور پر معلوم ہے اور نہ اس کے مصنف کے بارے میں کوئی اطلاع دستیاب ہے، البتہ فارسی ترجمہ علی بن حامد بن ابوبکر کوفی کا ہے، مترجم نے ۵۶۱۳ھ میں اس کو مکمل کیا اور ناصرالدین قباچہ (م: ۵۶۲۵) بادشاہ اچہ و ملتان کے وزیر عون الملک اشعری کے نام معنون کیا تھا، علی بن حامد کوفی کا یہ فارسی ترجمہ برصغور کی سب سے قدیم فارسی کتاب ۱۔ سمجھی جاتی ہے، اس ترجمے میں کچھ فارسی کے اشعار شامل ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے :

رباعیاں = ۵

قصیدہ = ایک (صرف ۸ منتخب اشعار)

قصیدہ = صرف ایک بیت

- ۱۔ قدیم کتابیں یہ ہیں: ترجمہ فارسی: فرح بعد الشدة، محمد عوفی ۵۶۲ھ، لباب الالباب، محمد عوفی ۵۶۱۸ھ (یہ دونوں کتابیں قباچہ کے نام پر ہیں) تاج المائر، حسن نظامی ۵۶۱۳ھ، جوامع الحکایات، عوفی ۵۶۳ھ، طبقات ناصری، منہاج سراج ۵۶۵۸ھ۔

قطعہ = ایک (دو بیت)

مشنوی/نظم = ایک بیت

یہ منقول اشعار علی کوفی کے سمجھے گئے ہیں، اس بنا پر کوفی کو فارسی کا شاعر قرار دیا گیا ہے، یہ ترجمہ دوبار شائع ہوا ہے، دوسرے ایڈیشن کے مرتب مشہور محقق ڈاکٹر نبی بخش بلوچ ہیں، انہوں نے اپنی مقدمے میں لکھا ہے،

“In all earnest, therefore, Ali Kufi tried to make up such deficiencies in his Persian translation. To this end he supplied brief introduction to the different sections with poetic imagery characteristic of the *Tashbih* in qasidah, inserted here and there verses of his own and also of others.

ڈاکٹر بلوچ نے کچھ اشعار علی کوفی کے اور کچھ دوسروں کے بتائے ہیں۔ لیکن ڈاکٹر سدا رنگانی نے اپنی فارسی تالیف ۲ ”فارسی گویان ہند و سند“ میں ان کو کوفی کے منجملہ اور اشعار کے، اشعار بتائے ہیں، چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

۱۔ پہلا ایڈیشن ڈاکٹر داؤد پوٹہ نے مرتب کیا اور مجلس مخطوطات فارسیہ، حیدرآباد سے ۱۹۳۹ء میں شائع کیا، دوسرا ایڈیشن ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کا مرتب کردہ ہے، اس کو ادارہ تاریخ و ثقافت و تمدن اسلامی، جامعہ اسلامیہ، اسلام آباد، پاکستان سے ۱۹۸۳ء میں شائع کیا، مرتب نے اس پر نہایت مفید حواشی جو ۱۵۰ سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہیں اضافہ کیے ہیں۔

۲۔ یہ کتاب بنیاد فرہنگ ایران نے ۱۹۷۶ء میں تہران سے شائع کی ہے، مرتب راقم حروف کے دوست فارسی کے استاد اور محقق ڈاکٹر ہرومل سدا رنگانی ہیں۔

(۲۸۵)

”یکی از آنان علی بن حامد کوفی است کہ قدیمترین تاریخ موجود سندی یعنی ’منہاج الدین والملک‘ را بہ فارسی ترجمہ کرد (۳۱۳ھ) و نام آن را چچ نامہ نہاد، درہن کتاب علی کوفی برخی از اشعار خود را آوردہ کہ بیشتر در مدح ناصر الدین قباچہ سرودہ است، وی ظاہراً ہیشاہنگ شاعران فارسی زبان در سند است، ازوست :-

خسروا ملک ہر تو خرّم باد کئل گہتی ترا مستم باد
از تو آبادِ ظلم ویران شد بی تو بنیادِ عدل محکم باد
خطبہ تعظیم یافت از نہامت همچین سال و مہ معظم باد
و آنچہ در ملک چم نبودہ ترا ہم زہرِ نگین معظم باد
چتر میمون و ہمّتِ عالیّت سایہ دار سپہر اعظم باد
ہر دلی کز تو حالِ عصیانست ہم کارش چو زلف درہم باد
تا کم و بیش در شمار آید دوستت ہوش و دشمنت کم باد
بی ہمیت چو ملک داد یسار در یسار تو خاتم چم باد“

یہ اشعار چچ نامے میں ”مدح قباچہ“ کے ذیل مہں درج ہوئے ہیں: یہ اشعار علی کوفی نے انوری کے دیوان سے نقل کرلیے ہیں، لیکن قبل اس کے کہ ان کی ملکیت کی تفصیل مہں جائیں ہم ڈاکٹر سدا رنگانی کے بیان پر تنقیدی نظر ڈال رہے ہیں:

۱۔ انہوں نے چچ نامے کے عربی مأخذ کا نام منہاج الدین والملک قرار دیا ہے، لیکن یہ قیاس صحیح نہیں معلوم ہوتا، بخوبی ممکن ہے کہ یہ عین الملک اشعری کے القاب کا جز ہو، اسی اشعری کے نام پر ترجمہ تیار ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو: -

۱- ص ۱۳ -

۲- ص ۹۰ -

”مختص کتاب“

سماء الدین و الملک الحضرة الصدر الاجل العالم عین الملک :
پس این کتاب را کہ ملقب است بہ منہاج الدین و الملک الحضرة
الصدر الاجل عین الملک از تصنیف علماء عرب و تالیف حکماء ادب
در فتح بلاد ہند و سند“

مختص کتاب سے مراد ہے ترجمہ فارسی کو ممدوح کے نام
معنون کرنا، لفظ تخلص کے منجملہ اور معانی کے یہ معنی بھی ہیں:
آوردن نام ممدوح در شعریا در نشر و گریز زدن بمدح بہ ممدوح، اس
وجہ سے سماء الدین و الملک، منہاج الدین و الملک کتاب کا عنوان
نہیں، بلکہ ممدوح کے القاب و نعوت کا جز قرار دینا چاہیے۔ یہ
کتاب ایسے شخص کے نام معنون ہے جس کے القاب یہ ہیں: منہاج الدین
و الملک الحضرة الصدر الاجل عین الملک، اور اگر منہاج الدین و
الملک کو کتاب کا جز قرار دیں تو ”الحضرة“ کے قبل ”باسم“
ضروری ہے، مزید برآں کتاب کے لیے ملقب کا لفظ ناموزوں معلوم
ہوتا ہے۔

اگرچہ ”مختص کتاب“ کے ذیل کا بیان گنجلیک ہے لیکن اتنی
بات ضرور ہے کہ جو کتاب عین الملک اشعری کے نام پر تھی وہ
فارسی میں تھی عربی کا ترجمہ، پس منہاج الدین و الملک اصل کتاب
کا نام نہیں ہو سکتا، اس کے علاوہ یہ نام فارسی ترجمے میں کہیں
اور نہیں آیا، اس کا نام فتحنامہ، سند ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

● این نو باوہ غریب و فتحنامہ ظریف مختص بکدام

صدر را شاید ۱۔

● این فتحنامہ کہ از ثواب دینی و فصول دنیاوی است ۲۔

۱- ص ۷

۲- ص ۸

(۲۸۷)

● این فتحنامہ را کہ از شہامت وصولت اہل عرب و شام
بود اولیٰ ترکم بہ بارگاہ رفیع خدا وند مولیٰ الانعم صاحب
السیف و القلم اجل کبیر مویبد مظفر منصور عون الملک
فخرالدولہ والدین نظام الاقالیم جلال الوزرا حسین بن ابی
بکر بن محمد الاشعری . . . عرض افتد تا بشریف ملاحظہ
و نظر مطالعہ مشرف گردو و ہم عز قبول میمون و
مقبول گردد۔ ۱۔

رہا ”چچ نامہ“ تو یہ بعد کا نام ہے، علی کوفی سے اس کا تعلق
نہیں، چچ کے حالات اس کتاب میں بیان ہوئے ہیں، بعض مخطوطات
میں اس کا یہ نام سرورق پر درج ہو گیا۔ طبقات اکبری میں جو
۱۰۰۲ھ کی تالیف ہے لکھا ہے کہ عموماً یہ تاریخ چچ نامہ کے نام
سے مشہور ہے۔ خلاصہ یہ کہ مترجم نے اس ترجمے کا نام فتحنامہ
منہد رکھا ہے نہ کہ چچ نامہ۔

۲۔ ڈاکٹر سدا رنگانی کی یہ عبارت قابل توجہ ہے :

”درین کتاب علی برخی از اشعار خود را آورده کہ بیشتر
در مدح ناصرالدین قباچہ سرودہ۔“

اس میں کئی تسامحات ہیں، اول یہ کہ اس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ علی کوفی خاصے اشعار کے مالک تھے جن میں
سے کچھ چچ نامے میں منقول ہیں، یہ بیان بے بنیاد ہے، سارے
اشعار جو اس کتاب میں نقل ہیں کوفی کے ہیں بھی نہیں،
اور کوفی کے اشعار کا کوئی اور ماخذ بھی موجود نہیں، دوم یہ
کہ سدا رنگانی کا یہ قہاس بھی بے بنیاد ہے کہ چچ نامے میں جو اشعار
منقول ہیں ان میں بیشتر ناصرالدین قباچہ کی مدح میں ہیں، اس کتاب میں
قباچہ کی مدح میں ایک قصیدے کے آٹھ شعر ہیں اور وہ بھی دوسرے
شاعر کے ہیں، اس کی بحث آ رہی ہے۔ اور ۲ شعر کا ایک قطعہ عون الملک

۱۔ ایضاً

اشعری کی مدح ہے ، لیکن اس کے مصنف کے بارے میں کوئی بات قطعی طور پر کہی نہیں جاسکتی ، بقہ ۵ رباعیاں ، قصیدے کی ایک بیت اور نظم کی ایک بیت کا تعلق نہ قباچہ سے ہے اور نہ اشعری سے ، غرض سدا رنگانی کا بیان تسامحات سے ہر ہے ۔

—●—

قصیدے کے ۸ اشعار جو قبلاً نقل ہو چکے ہیں اور جو قباچہ کی مدح کے ذیل میں ہیں مشہور فارسی قصیدہ نگار انوری ابو وردی (م : ۵۸۵ھ) کے ہیں ، علی کوفی کے نہیں ، آخر الذکر نے انوری کے ایک قصیدے سے جس میں ۳۹ شعر ہیں اور جو دیوان کے قلمی اور مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے ، ۸ شعر کا انتخاب کر لیا ہے ، اور یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ انوری کی وفات کے ۲۸ سال کے اندر اس قصیدے کی شہرت تہران کے حدود سے نکل کر ہندوستان پہنچ چکی تھی۔ انوری کے قصیدے کا تعلق سلطان سنجر یا ناصرالدین طاہر یا علاءالدین سے ہے ۔ بخوبی ممکن ہے کہ بعض اشعار میں تغیر کر کے دوسرے ممدوح کے نام معنون ہو گیا ہو ، انوری کا قصیدہ چاپ مدرس رضوی (چاپ سوم ۱۳۶۳ ، مرکز انتشارات علمی و فرهنگی ، تہران) میں چھالیسواں قصیدہ (ص ۱۰۷-۱۰۹) ہے ، اس کا مطلع اس طرح ہے :

صاحباً عید بر تو خرم باد گُل گیتی ترا مسائم باد

عاشقے میں ” خسرو الملک ہے جو چچ نام میں مندرج متن کے عین مطابق ہے ۔ چچ نامے کی دوسری بیت دیوان میں بھی دوسری بیت ہے ، تیسری بیت دیوان میں پانچویں بیت ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ممدوح بادشاہ ہے جس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے ، دونوں جگہ متن میں کوئی فرق نہیں ، چوتھی بیت دیوان کے متن

میں نہیں حاشیے میں ہے اس طرح ہر ہے: ”این بیت (آسمان گفت
گر منم چون گیش اندر آن رقم نام من ہم باد) و دو بیت بعد در
ط، م نیست و بجای آن بیت زیر افزوده شد کہ در بعضی نسخ مانند
ت نیز آمده است:

آنچه در ملک جم نبود ترا ہم زبر نگین مسدیم باد
اور دیوان میں آٹھویں بیت یہ ہے:

خواستم گفت ملک هفت زسنت ہم زیر نگین خاتم باد

چچ نامے کی پانچویں بیت دیوان میں ۲۲ ویں نمبر پر ہے اور اس
کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

چتر میمون همت عالیت۔

جب کہ چچ نامے ۱۰ میں چتر میمون و همت عالیت ہے، یہ
آخر الذکر صورت صحیح نہیں، اس سے معنی میں خلل پڑتا ہے اور
شعر کا حسن جاتا رہتا ہے، پوری بیت یہ ہے:

چتر میمون همت عالیت ساہ دار سپہر اعظم باد

مفہوم یہ ہے کہ تہری همت عالی ایسا مبارک چتر ہے جو
سپہر اعظم پر سایہ فکن ہے۔ عالی همت کی تشبیہ چتر مبارک سے
دی گئی ہے، اگر چتر میمون کے بعد واو عطف پڑھا جائے تو تشبیہ
جاق رہتی ہے، اس صورت میں شعر کا مفہوم یہ ہے: تہرے مبارک
چتر اور تہری عالی همت کے سائے کے نیچے سپہر اعظم ہے،
سپہر کا سایہ ہوتا ہے، عالی همت کا نہیں، اب اگر همت کو چتر سے
تشبیہ دے دی جائے تو یہ مقم ختم ہو سکتا ہے اور یہ صورت
صرف واو عاطف کے حذف کے بعد پیدا ہو سکتی ہے، اور چونکہ
دیوان کے نسخوں میں واو نہیں ہے، اس لیے اس کو اختیار کرنا چاہیے۔

۱۔ ڈاکٹر داود پوٹہ اور ڈاکٹر بلوچ دونوں ایڈیشنوں میں واو عطف

موجود ہے۔

چمچ نامے کی چھٹی بیت دیوان میں بیسویں بیت ہے، چمچ میں یہ بیت اس طرح پر ملتی ہے :

ہر دلی کز تو حال عصیانست ہم کارش چو زلف درہم باد
پہلے مصرعے کی یہی روایت ڈاکٹر سدا رنگانی کے یہاں ۱-
بھی ہے، یہ محض غلط ہے، اور تعجب ہے کہ یہ غلطی چمچ نامے
کے دونوں ایڈیشنوں ۲- میں پائی جاتی ہے، لطف کی بات یہ ہے کہ
مصرعے کی صحیح صورت حاشیے میں ۳- درج ہے، متن غلط، حاشیہ
درست، شعر کی صحیح صورت یہ ہے :

ہر دلی کر تو خال عصیانست ہم کارش چو زلف درہم باد۔۔۔
”خال عصیان“ کی ترکیب نہایت شاعرانہ ہے، اس میں قرآن مجید
کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے ”کَلَّا بَلْ رَانَ عَنَّا قَالُوا بِيَمِينِ مَا
كَانُوا يَكْسِبُونَ“ (ہرگز ایسا نہیں، ان کے دلوں پر ان کے اعمال بد
کا زنگ بیٹھ گیا ہے) اس آیت کی تشریح میں حضور ص کی ایک حدیث ۵

۱- فارسی گویمان ہند و سند ص ۱۴۔

۲- داؤد پوتمہ ص ۷، بلوچ ص ۵۔

۳- داؤد پوتمہ ص ۷ حاشیہ، بلوچ ص ۱۹۵۔

۴- سورہ ۸۳ آیت ۱۴۔

۵- یہ حدیث جامع ترمذی اور مسند احمد بن حنبل میں نقل ہے
دونوں کی روایتیں یہ ہیں ۱

حدثنا قتیبۃ اخبرنا اللیث عن ابن عجلان عن القعقاع ابن حکیم
عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال :

”ان العبد اذا اخطأ خطیئة نکتت فی قلبہ نکتۃ سوادا
فاذا هو نزع واستغفر و تآب قلبہ، ان عاکد زید فیما
حتمتی تغلوا قلبہ“ و هو التران الشذی ذکر اللہ کلامہ
(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۰ پر)

(۲۹۱)

ہے ، کہتے ہیں جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر تل کے برابر ایک کالا نقطہ پڑ جاتا ہے ، اور جب وہ بندہ توبہ کر لیتا ہے تو وہ نقطہ ختم ہو جاتا ہے لیکن جو توفیق توبہ سے محروم رہتا ہے تو اس کا دل گناہ کے نقطوں سے سیاہ ہو جاتا ہے ، اس تلمیح کی روشنی میں شعر کا مطلب یہ ہے : جس شخص کے دل میں تجھ سے بغاوت کی بنا پر عصیان کے نقطے پیدا ہوں خدا اسکے کاروبار کو زیر و زبر کر دے ، خال سیاہ اور زلف برہم حسن میں افزایش کی موجب ہیں ، لیکن شاعر نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ جب عصیان کا خال ظاہر ہوتا ہے تو زلف برہم کاروبار کو زیر و زبر کرنے کا موجب ہو جاتی ہے۔ شاعر نے تھوڑی سی تبدیلی سے معنویت کی ایک دہا اس شعر میں بھر دی ، مگر چمنائے کے ایڈیٹروں اور فارسی گوہان ہندو سند کے مؤلف نے اس شعر کا حلیہ بگاڑ کر

(صفحہ ۱۹۰ کا ہقیہ حاشیہ)

بیل رانِ علیٰ قلوبیہم مآ کانوا یتکسبئون“ ہذا حدیثہ
حسن صحیحہ

جامع ترمذی ج ۵ ص ۱۰۹

حدیث نمبر ۳۳۹

حدثنا عبد الله حدثني ابي ثنا صفوان بن يحيى انا محمد ابن
عجلان عن القعقاع ابن حكيم عن ابي صالح عن ابي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان المؤمن اذا اذنب كانت نكته سودا
في قلبه فان تاب و نزع و استغفر مقل قلبه و ان زاد زادت حتى
يعلوا قلبه ذاك الرين الذي ذكر الله عزوجل في القرآن - كآله بيل
رانِ عليٰ قلوبیہم مآ کانوا یتکسبئون

(مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۹۷)

(۲۹۲)

شعر کو بے معنی بنا دیا، اور صحیح قرأتِ حاشیے میں درج کردی، تعجب ہے کہ زلف کے ساتھ خال کی مناسبت کو نظر انداز کر دیا۔ ساتواں شعر دہوان میں ہتھسواں ہے، سدا رنگانی کے یہاں ”دولت“ کے بجائے دو ست غلط درج ہے، شاعر نے کم و بیش کے فقرے سے نکتہ پیدا کر کے شعر کو حسین بنا دیا ہے۔

چچ نامے کی آٹھویں اور آخری بیت دہوان میں ساتویں نمبر پر ہے، اگرچہ متن کی روایت چچ نامے سے مختلف ہے لیکن حاشیے میں جو اختلاف نسخہ درج ہے اس سے شعر چچ نامے میں مندرج صورت کے مطابق ہو گیا، متن میں مصرعہ اس طرح ہے :

در ہمین تو خانہ آصف

حاشیہ اور چچ نامہ: یہ ہمینت چو ملک داد ہسار

چچ میں اشعار کی ترتیب سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ علی کوفی نے قصیدے سے اشعار تو منتخب کر لیے لیکن اشعار کی ترتیب کا خیال نہیں رکھا یا دیوان کا جو نسخہ علی کوفی کے ہوش نظر تھا اس میں اشعار کی ترتیب ایسی ہی رہی ہو۔

—●—

معذرت مصنف کے ذہل میں چچ نامے میں ایک قطعہ جس میں

دو ابیات ہیں، اس طرح ملتا ہے : ۱

آن سروران ۲ کہ نام نکو کسب کردہ اند

رفتند و یادگار ازیشان جز آن نمازند

نوشہروان ۳ اگرچہ فراوانش گنج بود

جز نام عدل از ہس نوشہروان ۳ نمازند

۱- طبع داود ہوتہ ص ۱۳، طبع بلوچ ص ۹۔

۲- راحۃ الصدور: خسروان

۳- ایضاً: نوشہن روان

(۲۹۳)

یہ قطعہ عین الملک ۱ اشعری کے لیے نقل ہوا ہے ، یہی دو بیت کا قطعہ تذکرہ لباب الالباب ۲ میں فضیلت شعر و شاعری کے ذیل میں درج ہوا ہے ، لیکن اس سے پہلے یعنی ۵۹۹ء میں راوندی نے راجح الصدور ۳ میں یہی قطعہ عربی ۴ کے حسب ذیل تین شعر کے بعد نقل کیا :

لولا جریر و الفرزدق لم یدم
ذکر جمیل من بنی مروان
و نری ثناء الرودکی محمداً
من کل ما جمعت بنو سامان
و ملوک غسان لفانوا غیرما
قد قالہ حسان فی غسان

[اگر جریر اور فرزدق نہ ہوتے تو بنی مروان کا ذکر جمیل باقی نہ رہتا ، بنی سامان نے جو کچھ جمع کیا تھا اس میں رودکی کے اشعار (مدحیہ نظمیں) کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا ، ملوک غسان سب فنا ہو گئے سوائے اس کے جو حسان نے غسان کے بارے میں کہا تھا]

اواخر چھٹی صدی ہجری میں شرف الدین محمد بن مسعود ۵۔

- ۱۔ سلطان ناصر الدین قباچہ کا وزیر جس کے نام پر عوفی نے لباب الالباب ۵۶۱ء میں لکھا تھا۔
- ۲۔ طبع برہل ج ۱، ص ۲۱۱، طبع نفیسی ص ۱۴۔
- ۳۔ طبع تہران ص ۶۲۔
- ۴۔ یہ ابراہیم بن یحییٰ بن عثمان الغزی کے اشعار ہیں جو ابوالعلا مکرّم، صاحب کرمان کی مدح میں ہیں (جہانگشاہ ۱: ۶۳ اح)۔
- ۵۔ شرف الدین محمد بن مسعود بن مسعودی سرّوزی بخاری حنفی زندہ در سال ۵۸۲۔

(۲۹۴)

مروزی نے ”رسالہ درباره آثار علوی“ ۱ میں اس نطعے کے حسب ذیل
تین شعر لکھے ہیں : ۲

آن خسروان کہ نام نکو کسب کردہ اند
رفتند و یادگار ازہشان جز آن نماند
ایشان نہان شدند درین جوف کائنات
لیکن شعار کردہ ایشان نہان نماند
نوشون روان اگرچہ فراوانش گنم بود
جز نام نہک از ہس نوشین روان نماند

خوشی کی بات ہے کہ اس قطعہ کے مصنف کا پتا دفعۃً چل گیا ۳

۱- یہ رسالہ جناب دانش پڑوہ کی کوشش سے ۱۳۳۷ شمسی میں
انتشارات فرهنگ ایران زمین تہران میں شائع ہوا، رسالہ ۵۵ ہجری
کے بعد تیار ہوا تھا۔

۲- ص ۵۸۲ -

۳- یاد نہیں آتا ہے کہ کہاں سے یہ اطلاع ملی، بہر حال رسالہ
آثار علوی میں جو رشید و طواط کی زندگی میں توار ہوا تھا،
اس کے قصیدے کے تین اشعار کا اندراج قصیدے کی غیر معمولی
اہمیت اور مقبولیت کی دلیل ہے، ادھر راحۃ الصدور راوندی پر
جو تعلیقات پروفیسر ڈاکٹر محمد اقبال نے لکھے ہیں، ان پر نظر
پڑی جہاں انہوں نے لکھا ہے (طبع بریل، ہالینڈ ص ۴۷۸) :
این دو بیت از قصیدہ رشیدالدین و طواط است در مدح سلطان
قطب الدین محمد خوارزم شاہ، اولش اینست :

ای آنکہ در جہان تو ساری نہان نماند
با عدل تو نشان مہم در جہان نماند

(دیوان و طواط Add.16791.foll.41-42)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹۵ پر)

(۲۹۵)

یہ تین شعر رشید وطواط (م: ۵۷۳ یا ۵۷۸) کے ایک قصیدے سے منتخب ہیں جو سلطان اتسز (م: ۵۵۱) کی مدح میں ہے، یہ قصیدہ ۲۳ شعر پر مشتمل ہے اور قطعے کی تینوں ابیات قصیدے میں ۱۸ ہیں، ۱۹ وہ، بیسویں ابیات ہیں، قصیدے کا مطلع مع چند ابتدائی ابیات کے درج ذیل ہے:

(صفحہ ۲۹۴ کا پتہ، حاشیہ)

واین دو بیت را توارد غریبی است با قطعہ معروف سعدی:

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند
کزہستیش بروی زمین یک نشان نمازند
زندہ است نام فرخ نوشین روان بعدل
گرچہ بسی گذشت کہ نوشیروان نمازند

خدا نے پروفیسر اقبال کو عجیب و غریب صلاحیت بخشی تھی، چنانچہ واحد الصدور میں مندرج ہزاروں اشعار کے مصنفین کا پتا چلا لیا اور اصل کتاب سے ان اشعار کا مقابلہ کر لیا، راوندی کا ایک منظوم بدر جاجرمی نے مونس الاحرار ۲: ۱۳۱ میں نقل کیا ہے، یہ منظوم دولت شاہ سمرقندی نے اپنے تذکرے (طبع لندن ۱۵۴-۱۵۵) میں نقل کیا ہے لیکن شرف الدین شفرہ کے نام سے، ڈاکٹر صاحب کی نظر میں یہ قطعہ آیا تو ان کو فوراً سمرقندی کا تذکرہ یاد آ گیا اور انہوں نے فوراً اس کی نشان دہی کر دی، یہ ہے ان کے علم کا کمال، اس کے باوجود واحد الصدور کے نئے ایڈیشن میں امیر کبیر نے نہایت گھٹیا حرکت کا مظاہرہ کیا۔

ای آنکہ در جہان ز تو سرّی نہان نہاند
باعدل تو نشان متم در جہان نہاند
تا چرخ تیغ فتم، نشان در کفت نہاد
از فتم در نواحی عالم نشان نہاند
از خسروان عرصہٴ عالم بعلم و سلم
بر تخت خسروی چو تو صاحب قران نہاند
با کوکبان جہاہ تو در کل خافقین
آوازہ کوکب ہفت آسمان نہاند
آن کس کم کرد با تو بجان باختن خطر
در ششدر نہیب تو جز رایگان نہاند

سعدی کے حسب ذیل قطعے کی بنیاد اسی قصیدے پر ہے،

سعدی کا قطعہ، گلستان میں ہے:

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند
کز ہستیش بہ روی زمین، بر نشان نہاند
آن پیر لاشہٴ کم سپر دند زیر خاک
خاکش چنان بخورد کزو استخوان نہاند
زندہ است نام فرخ نوشیرواں بہ عدل
گرچہ بسی گذشت کم نوشیرواں نہاند
خوری کن ای فلان و غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کم بانگ بر آید فلان نہاند

(گلستان باب اول، حکایت ۲، چاپ تہران، ۱۳۴۸ء، ص ۱۳)

اب چچ نامے کے ہجہ اشعار کے بارے میں چند باتیں عرض کی

جا رہی ہیں:

(۲۹۷)

حسب ذیل رباعی ۱ بظن قوی علی کوفی کی ہے، ملاحظہ ہو:

مصنف این شعر را در تصدیق احترام او می گوید۔

گل رنگ زرّین کرد چو روئی تو نشد

شب مشک وشی کرد، چو موئی تو نشد

آراستہ است بلباس، لالہ و سوسن و گل

لیکن بخدا چو خاک کوئی تو نشد (ص ۲)

چچ نامے میں زرّین (رای مشدد) ہے، اس سے وزن ٹوٹتا ہے،

مشک وش (= مشک کی طرح) یہ دو لفظوں مشک + وش سے مرکب

ہے، اس بنا پر مشک وش کی ترکیب کھٹکتی ہے، دوسرے مصرعے

کا قافیہ موئی ہے لیکن پہلے اور چوتھے مصرعے کے قافیے روی۔ کوی

ہیں جو چھاپے کی غلطی ہے، روئی، کوئی ہونا چاہیے۔ تیسرے

اور چوتھے مصرعوں میں زیادہ ربط نہیں معلوم ہوتا۔ بظاہر یہ رباعی

صحیح صحیح نہیں چھپی ہے۔ چچ نامہ ص ۱۳-۱۵ پر دو عاشقانہ

رباعیاں ۲ ہیں جو نثری عبارت سے بالکل مربوط ہیں، ملاحظہ ہو:

اگر ملتسم من بہ اجابت مقرون نسازی خود را ہلاک کنم :

ہیچت افتد کین دل من شاد کنی

وز ہجر و فراق خویش آزاد کنی

ور باز کشی ای صنما روی زمن

فریاد کنم مہا کہ بیداد کنی

۱- یہ رباعی داؤد ہوتہ کے نسخے میں نہیں ہے۔

۲- یہ دونوں ”عاشق شدن رانی بر چچ و ابا نمودن چچ از محبت او“

کے ذہل میں آئی ہیں اور دونوں رانی کی زبان سے ادا ہوئی ہیں۔

(۲۹۸)

گاہ بیگاہ ہر روز بخیال و جمال خود صادقہ مارا مضیف
می باش تاہم اصل وصال خود خرسند می باشم :

خرسندم اگر سال بسالت بیتم و در عمری شبی خیالت بیتم
نومہد نگردم از خیالت صنما آخر روزی شب وصال بیتم
پہلی رباعی تو بڑی حد تک یقینی مصنف کی معلوم ہوتی
ہے، دوسری اور تیسری ممکن ہے مصنف نے حسب موقع نظم
کرلی ہوں۔

حسب ذیل بیت ہادی النظر میں قصیدے کی معلوم ہوتی ہے :
(ص ۱۹)۔

عم فیل داری ہم حشم ہم خیل داری ہم خدم
مردانہ بیرون نہ قدم زیرو زبر کن خصم را
یہ رانی کی نصیحت کے ذیل میں ہے جو نثری عبارت سے
بالکل مربوط ہے، ملاحظہ ہو:

میان ببند و آچون شیر غران ہر خیزو مردانہ ہجنگ برو و
در مدافعت خصم بکوش کہ مرگ با نام و ننگ بہتر از مذلت
ہم کفو باشد بیت۔

ہم فیل داری ہم حشم الخ

— ● —

ایک فارسی بیت برہمن قیدی اور محمد بن قاسم کی گفتگو کے
درمیان (ص ۱۷۳) نقل ہوئی ہے :

چون عہد وثوق درمیان آمد و مثال موکد ہدیت کرد بہ محاسن
خود زد و گرہ موی روی بکشاد و باز کرد و سراو ہر انگشتان ہچید و
باہستاد و رقص کردن گرفت و این مثل ہمی گفت :

(۲۹۹)

کس ندید ست این عجب کہ مراست
سوی ریشم همی کشان تا پاست

واقعہ یہ ہے کہ برہمن اپنی اور اپنے اعزہ کی جان کی امان حاصل کرنے کے بعد اپنا کرتب دکھانے جا رہا ہے، لیکن یہاں کی نثری عبارت مغلوٹ ہے، کہنا یہ ہے کہ کرتب باز اپنا ہاتھ ڈاڑھی پر لے گیا، اور بال کھول دے، اور بال کے سرے دونوں انگوٹھوں سے باندھ دے، پھر کھڑا ہو گیا اور ناچنے لگا اور یہ مثل بیان کی کہ جو ہنر مجھ میں ہے کسی نے نہ دکھایا ہوگا کہ ڈاڑھی کا بال کھینچ کر پاؤں تک لے جاتا ہے۔

یہ شعر کرتب باز برہمن کی زبان سے ادا ہوا ہے، اور چونکہ برہمن کا مخاطب محمد بن قاسم ہے، اور برہمن مترجم کتاب علی کوفی سے صدیوں پہلے گذرا ہے، اس سے واضح ہے کہ کوفی کے نقل کیے ہوئے فارسی اشعار کے پڑھنے کا موقع نہیں ہو سکتا، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ڈاکٹر بلوچ کی مندرجہ ذیل عبارت (ص ۵) کسی غلط فہمی پر مبنی ہے:

Among such tales as those of the sorceress of the Arur city (p. 170), the Brahman prisoner of Arur who recites (Ali Kufi's) Persian verses.

ڈاکٹر بلوچ مندرجہ بالا شعر کو علی کوفی کا بتاتے ہیں، بخوبی امکان ہے کہ ان کی رائے درست ہو۔ لیکن برہمن کی زبان سے اس کی ادائیگی ناممکن ہے کیونکہ برہمن علی کوفی سے صدیوں پہلے گذرا ہے۔

اسی واقعے کے ضمن میں ہے کہ محمد بن قاسم کو برہمن کا کرتب دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی، لیکن حاضرین نے کہا کہ یہ

(۳۰۰)

کون سا کرتب ہے جس سے وہ امان چاہتا ہے ، وہ دھوکے باز معلوم ہوتا ہے ، محمد بن قاسم نے کہا : بات بات اور عہد عہد ہے ، بات اور عہد توڑنا بزرگوں کا شیوہ نہیں ، اس کے بعد یہ رباعی ہے جو گویا محمد بن قاسم کی زبان سے ادا ہوئی :

منگر تو بدان کہ ذوفنون آید مرد
در عہد وفا نگر کہ چون آید مرد
در عہدہ عہد اگر برون آید مرد
از ہرچہ گمان بری فنون آید مرد (ص ۱۷۴)

تیسرے مصرعے میں 'در' کے بجائے از ہونا چاہیے۔

آخری رباعی جو چچ نامے میں نقل ہے وہ اس موقعے کی ہے جب چنگی جیسیہ کی محبت میں ناکام ہوئی اور طے کیا کہ وہ اپنے کو اور اپنے محبوب جیسیہ دونوں کو ہلاک کر دے گی ، اسی حالت میں اس کی زبان سے یہ رباعی ادا ہوئی (ابن ابیات می گفت):

تا عشق و جمال تو شدہ دل سوزم
وہن شمع جمال تست جان افروزم
انصافم دہ وگرنہ فریاد کننم
خود را و ترا و شہر درہم سوزم (ص ۱۷۶)

پہلے مصرعے میں جمال ہونا چاہیے ، دونوں کے درمیان واو عطف غلط ہے ، نسخہ بدل عشق جمال ہے ، مگر مرتب متن نے غلط لفظ کو متن قرار دیا اور صحیح سے صرف نظر کیا۔

یہ ہے مختصر سی گزارش ان فارسی اشعار کی جو چچ نامے میں شامل ہیں ، ضرورت تھی کہ ان شعروں کی تخریج ہوتی ، چونکہ اس سلسلے میں کوشش نہیں ہوئی اس لیے انوری کے قصیدے کے اشعار کا تعین نہ ہو سکا ، لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ اکثر شعری

(۳۰۱)

غلط روایت درج ہو گئی ہے۔ ایک خاص بات جس کی طرف اشارہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ فارسی اشعار علی کوفی کے اضافہ کردہ ہیں، اصل عربی کتاب سے ان کا تعلق نہیں، محمد بن قاسم کے منہ سے ادا ہوں یا چنگی کے یا کسی اور کے، واقعہ یہ ہے کہ فارسی اشعار ان لوگوں نے نہیں پڑھے، ان کے مفہوم ان کی زبان سے عربی میں ادا ہوئے ہونگے، ان اشعار میں علی کوفی کے بھی اشعار ہیں اور بعض دوسرے شاعروں کے بھی۔

ذنیو احمد

۲۱ دسمبر ۱۹۹۰ ع